Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 2 (Oct-Dec 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

رفعِ تعارض میں امام شوکانیؒ کے امتیازی خصائص (ایک تحقیقی مطالعہ)

Investigating the Distinctive Attributes of Imam Shawkani in Resolving Conflicts: A Research Study

Muhammad Saad Dehlvi
Ph.D Scholar, Dept of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
ORCID ID: 0000-0002-0291-9462,
Email: msaaddehlvi.edu@gmail.com

Dr. Shams ul Arifeen
Associate Professor, Dept of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore
ORCID ID: 0009-0005-8537-6983,
Email: shams.arifeen@ais.uol.edu.pk

Dr. Shahzada Imran Ayub
Associate Professor, Dept of Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore
ORCID ID: 0000-0002-5840-1646,
Email: shahzada.imran@ue.edu.pk

Abstract

The texts are sometimes apparently contradictory. The jurists and Muhaddiseen try to resolve this conflict in their own way. Imam Showkani has adopted two types of methods to resolve the conflict; One is conflict resolution by implementation and the other is conflict resolution by prioritization. Resolving the

OPEN ACCESS
CC BY

conflict through adaptation means considering the meaning of the texts and their meaning should be proved in such a way that the apparent contradiction between them is eliminated and it becomes possible to act on both the texts simultaneously. Imam Showkani is convinced of implementation as much as possible and adopts three methods for this; One is implementation by way of statement of difference, second is implementation by superimposition of absolute to limited and third is implementation by superimposition of general to particular. And the meaning of resolving conflict by preference is that if the meaning of two conflicting texts cannot be reconciled, then one of them should be declared as Rajah (راجح)and the other as Marjuh(مرجوح) . Imam Showkani also adopts this in unavoidable cases and adopts three methods for it; the first is the priority based on the sanad (سند), the second is the priority based on the text (متن) and the third is the priority due to some reason other than the text and the sanad.

Keywords: Showkani, Hadith, Sanad, Text, Conflict, Implementation, Priority.

تعارف امام شوکانیؒ

امام شوکانیؒ کا نام محمد، کنیت ابو عبد اللہ، والد کا نام علی اور دادا کا نام محمد ہے۔ یمن کے شہر صنعاء کے قریب شوکان نامی بستی کے رہائشی ہونے کی وجہ سے آپ کے والد کو ”شوکانی“ کہا جاتا تھا۔ اسی نسبت کی وجہ سے آپ کو بھی ”شوکانی“ کہا گیا کیونکہ آپ کی پیدائش بھی شوکان ہی میں ہوئی۔(1) بروز سوموار 28 ذوالقعدہ سن 1173ھ کو پیدا ہوئے۔(2) آپ نے دس سال کی عمر سے پہلے مکمل قرآن کریم حفظ کر لیا۔(3) اس کے بعد مزید تعلیم کے

لئے علماء ومشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نحو، فقہ، عروض، لغت اور تاریخ وادب کی کتب یاد کیں۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے اپنے والد اور یمن کے بلند پایہ علماء کی طرف متوجہ ہوئے۔[4] تعلیم کی تکمیل ہو گئی تو عملی زندگی کا آغاز کیا اور تدریس، فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف سب سلسلے ایک ساتھ شروع کیے۔[5] آپ نے ان تمام مشاغل میں نہایت اولوالعزمی اور استقامت کا ثبوت دیا، سینکڑوں شاگرد آپ سے فیض یاب ہوئے، بے شمار فتاویٰ جاری پیش کیے اور سینکڑوں تصانیف[6] یادگار چھوڑیں۔[7] 1209ھ میں جب یمن کے بڑے قاضی یحییٰ بن صالح شجری سحولی کی وفات ہوئی تو آپ کو صنعاء کے قاضی کی مسند پر بٹھایا گیا۔ اس عہدے پر آپ تادمِ حیات فائز رہے۔[8]

امام شوکانی زیدیہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے اس لیے اولاً آپ نے فقہ زیدیہ کی تعلیم حاصل کی، مگر چونکہ آپ مجتہدانہ شان رکھتے تھے اس لیے فقہ زیدیہ کے مسائل تک محدود نہیں رہے بلکہ آزادانہ غور وفکر اور مطالعہ و تحقیق کا راستہ اپنایا۔ آپ اصولِ دین اور صفاتِ الٰہی کے بارے میں وہی عقائد رکھتے تھے جو اسلاف سے منقول ہیں۔[9] علامہ شوکانی نے حصولِ علم کی ابتدا میں دعا کی تھی کہ "اللہ تعالیٰ ان پر وہ علوم منکشف فرما دے جن سے راجح اور مرجوح ممتاز ہو جائے۔" چنانچہ آپ نے راجح اور مرجوح کی تحقیق کے لیے تقلید کے مروجہ انداز کو چھوڑ دیا اور اجتہاد و تحقیق کا راستہ اختیار کیا[10] اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اس درجہ کے لیے درکار مہارت بھی حاصل کی جس کو بے شمار اہل علم نے تسلیم کیا۔[11] آپ کی وفات 26 جمادی الاخریٰ 1250ھ / 1834ء کو 76 سال کی عمر میں صنعاء میں ہوئی۔ وہیں آپ کی نمازِ جنازہ ہوئی اور صنعاء ہی میں تدفین بھی عمل میں آئی۔[12]

رفعِ تعارض کا خاص اسلوب

قرآن وسنت کے طالب علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ بسا اوقات ہمیں نصوص کے مطالعہ کے دوران ان کے درمیان بظاہر تعارض دکھائی دیتا ہے۔ یہ تعارض حقیقی نہیں ہوتا کیونکہ نصوص میں اگر حقیقی تعارض ہو تو باری تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم ہو جائے گا جو کہ محال ہے۔ البتہ نصوص میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی

CC BY

ہے کہ بسا اوقات ہمیں ناسخ و منسوخ کا علم نہیں ہوتا اور بسا اوقات راجح مرجوح کا علم نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض اوقات تعارض اس وجہ سے نظر آتا ہے کہ ہمیں دو نصوص کا الگ الگ محل اور موقع معلوم نہیں ہوتا جبکہ حقیقت میں دونوں کا موقع و محل الگ الگ ہوتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ان نصوص کے معنیٰ و مفہوم کی تفصیلات میں کسی قدر فرق ہوتا ہے جن کو نہ جاننے کی بنا پر نصوص میں تعارض دکھائی دیتا ہے۔ اس تعارض کو اہل علم مختلف انداز سے ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام شوکانی نے اپنی علمی تحقیقات میں چونکہ قرآن وسنت کی نصوص پر براہِ راست بحث کی ہے اس لیے انہوں نے بھی ان کے درمیان رفعِ تعارض پر بھی خاص طور پر بحث فرمائی ہے۔ اس مقالہ میں ہم امام شوکانی کے رفع تعارض کے انداز و اسلوب کو بیان کریں گے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شوکانی نے رفع تعارض میں دو طریقے اختیار فرمائے ہیں:

1۔ رفع تعارض بذریعہ تطبیق کا طریقہ

2۔ رفع تعارض بذریعہ ترجیح کا طریقہ

رفع تعارض بذریعہ تطبیق میں امام شوکانی نے درج ذیل تین صورتیں اختیار فرمائی ہیں:

1. اختلاف احوال کے بیان کے ذریعے تطبیق
2. مطلق کو مقید پر محمول کرنے کے ذریعے تطبیق
3. عام کو خاص پر محمول کرنے کے ذریعے تطبیق

ان کی تفصیل آئندہ سطور میں پیش خدمت ہے۔

1۔ اختلافِ احوال کے بیان کے ذریعے تطبیق

امام شوکانیؒ نے بہت سے مقامات پر اختلافِ احوال کے بیان کے ذریعے نصوص کے درمیان تطبیق دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے نزدیک تطبیق کا ایک مستقل طریقہ ہے۔ اس کی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

CC BY

پہلی مثال یوں ہے کہ ذخیرہ حدیث میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ افضل ترین عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے مختلف سائلین کو مختلف جواب ارشاد فرمایا۔ کسی کو فرمایا کہ افضل ترین عمل جہاد ہے۔ جیسا کہ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔" پوچھا گیا: "پھر کیا؟" تو آپ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔" پوچھا گیا: "پھر کیا؟" تو آپ نے فرمایا: "مقبول حج۔"[13]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے بعد افضل ترین عمل جہاد ہے، پھر دوسرا درجہ حج کا ہے۔ جبکہ کسی دوسرے صحابی کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ افضل ترین عمل نماز ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ

"حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "کون سا عمل سب سے افضل ہے؟" تو آپ نے فرمایا: "اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔" میں نے کہا: "پھر کیا؟" تو آپ نے فرمایا: "والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔" میں نے عرض کیا "پھر کیا؟" تو آپ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔" پھر میں نے محض آپ کی رعایت کرتے ہوئے مزید پوچھنا چھوڑ دیا۔"[14]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ فضیلت ایمان کے بعد نماز کی ہے، پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کی، جبکہ تیسرا درجہ جہاد کا ہے۔

اسی طرح ایک تیسری حدیث میں منقول ہے کہ آپ نے افضل ترین عمل حج کو قرار دیا۔ چنانچہ اس میں ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: "کونسا عمل سب سے افضل ہے؟" آپ نے فرمایا: تلبیہ میں آواز کو بلند کرنا اور حج کی قربانی کا خون بہانا (یعنی حج کرنا)"[15]

cc BY

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ فضیلت ایمان کے بعد حج کو حاصل ہے۔ محدثین نے ان احادیث کے درمیان مختلف انداز سے تطبیق دی ہے اور ان میں بظاہر نظر آنے والے تعارض کو ختم فرمایا ہے۔ تاہم امام شوکانیؒ اُن روایات کے تعارض کو رفع کرنے کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں کہ

> ”ان احادیث میں اختلاف ہے جن میں افضل اور مفضول اعمال بیان کیے گئے ہیں، کبھی تو ان میں جہاد کو افضل قرار دیا گیا ہے، کبھی ایمان کو، کبھی نماز کو اور کبھی کسی اور کو۔ ان احادیث میں تطبیق کرنے کے لیے سب سے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ فضیلت کا بیان مخاطب کے لحاظ سے بدل جاتا ہے۔ اگر مخاطب ایسا ہے جسے جنگ میں حصہ لینے کی صلاحیت اور جنگ جوؤں سے مقابلہ کرنے کی طاقت ہے تو اسے بتایا جائے گا کہ سب سے بہتر عمل جہاد ہے۔ اور اگر مخاطب کے پاس بہت سامال ہے، تو اسے بتایا جائے گا کہ سب سے بہتر عمل صدقہ ہے۔ اور اسی طرح مختلف مخاطبین کے لحاظ سے مختلف فضیلت ہو گی۔“(16)

یہاں امام شوکانی نے تعارض کو دور کرنے کے لیے اختلافِ احوال کو بنیاد بنایا ہے اور جس طرح اختلاف کو دور کرنے کے لیے اہل سنت والجماعت حتی الامکان تطبیق کا انداز اختیار کرتے ہیں وہی انداز امام شوکانی نے بھی اپنایا ہے۔

2۔ مطلق کو مقید پر محمول کرنے کے ذریعے تطبیق

بعض اوقات دو نصوص میں تعارض اس لیے نظر آتا ہے کہ ایک نص مطلق ہوتی ہے اور دوسری مقید۔ چونکہ مطلق نص میں قید واضح نہیں ہوتی اس لیے سرسری طور پر دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ ان دونوں میں تعارض ہے۔ ایسی دو نصوص میں محدثین اور فقہاء مختلف انداز میں تعارض کو دور کرتے ہیں۔ امام شوکانی اس میں مطلق کو مقید

OPEN ACCESS
CC BY

پر محمول کرنے کا انداز اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ اس حوالے سے مثال یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ، حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ. (17)

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور مسیح دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں مقروض ہونے اور گناہ کرنے سے۔ کسی نے آپ سے پوچھا: آپ زیادہ تر مقروض ہونے سے پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "کیونکہ آدمی جب مقروض ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے اور توڑ دیتا ہے۔"

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ان امور سے پناہ مانگنے کی دعا کا ذکر ہے، لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ دعا کس وقت کی جائے۔ اس لیے کہ حدیث میں صرف یہ ہے کہ "آپ نماز میں دعا کرتے تھے"، لیکن دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان یہ دعا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ. (18)

"جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو جائے۔"

لہٰذا مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔ (19)

OPEN ACCESS

3۔عام کو خاص پر محمول کرنے کے ذریعے تطبیق

بسا اوقات امام شوکانی دو نصوص میں تعارض اس طرح رفع کرتے ہیں کہ عام کو خاص پر محمول کرتے ہیں۔ کیونکہ بسا اوقات کوئی حکم کسی حدیث میں عمومی انداز میں بیان کیا جاتا ہے لیکن روایات میں غور کرنے اور تتبع اور تلاش کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی خاص موقع یا کسی خاص شخص وغیرہ کے متعلق منقول ہے۔اس طرح بظاہر متعارض نظر آنے والی روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔اس کی مثال وہ روایت ہے جس میں ذکر ہے کہ

أنّ امرأةً من خَثعَم قالت: يا رسول الله إن أبي أدركته فريضة الله في الحج شيخاً كبيراً لا يستطيع أن يستوي على ظهر بعيره، قال: ((فحجّي عنه)) [20]

"ایک خثعمی عورت نے کہا: یا رسول اللہ! میرے والد پر اللہ کا حج فرض ہو گیا جبکہ وہ بڑھاپے کی عمر میں ہیں اور وہ اپنی اونٹنی پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج کرو۔"

یہ حدیث قرآن کریم کے ظاہر کے خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ [21]

"انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔"

پس جو یہ کہے کہ اسے دوسروں کی طرف سے بھی کوشش کا حق ہے تو اس نے قرآن کی ظاہری عبارت کی مخالفت کی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [22]

"اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس کی طرف راستہ کی استطاعت رکھتا ہو۔"

OPEN ACCESS

لہٰذا جو شخص خود حج کے لیے نہیں جاسکتا اس پر حج بھی فرض ہونا چاہیے کیونکہ حج تو مکلف کی طرف سے خود بیت اللہ کا قصد کرنا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حج ایسی عبادت ہے جس میں عجز کی صورت میں نیابت نہیں ہوتی، جیسے نماز میں نیابت نہیں ہو سکتی۔ اس تعارض میں عام کو خاص پر محمول کرنے کے ذریعے تطبیق کو امام شوکانیؒ نے ابن عبد البرؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ صرف اس خشعمی عورت کے لیے مخصوص تھا، جیساکہ بڑی عمر کے شخص کو دودھ پلانے کی اجازت سالم مولی ابو حذیفہ کے ساتھ خاص تھی۔[23] لہٰذا امام شوکانیؒ نے فرمایا کہ

هو عموم مخصوص بأحاديث الباب، ولا تعارض بين عام وخاص.[24]

"یہ عموم اس باب کی احادیث سے مخصوص ہو گیا ہے اور عام اور خاص میں تعارض نہیں ہوتا۔"

عام اور خاص کے تعارض کی صورت میں امام شوکانیؒ کا یہ مذہب وہی ہے جو جمہور کا ہے، جو سمجھتے ہیں کہ عام کی دلالت ظنی ہے اور خاص کی دلالت اپنے معنیٰ پر قطعی ہے، اس لیے ان دونوں میں تعارض نہیں ہو سکتا۔ جبکہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ عام کی دلالت خاص کی طرح قطعی ہے، اس لیے عام اور خاص میں تعارض واقع ہو سکتا ہے۔

رفع تعارض بذریعہ ترجیح

دو نصوص کے درمیان تعارض دور کرنے کا ایک طریقہ ترجیح ہے۔ یعنی جو دو نصوص متعارض ہیں ان میں سے ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح قرار دے دیا جائے۔ اس صورت میں مرجوح نص راجح نص سے نہیں ٹکرائے گی۔ بہت سے مواقع پر فقہاء اور محدثین اس طریقہ کو اختیار کرتے ہیں۔ امام شوکانی کا اصول ہے کہ حتی الامکان ترجیح کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے بلکہ تطبیق کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے تاکہ تمام نصوص پر حتی الامکان عمل ہو سکے۔ لیکن اگر ناگزیر ہو تو پھر ترجیح کا طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لا يصار إلى الترجيح مع إمكان الجمع.[25]

"تطبیق کے ممکن ہونے کی صورت میں ترجیح کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا۔"

CC BY

نیز ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں:

والحاصل أن الجمع مهما أمكن فهو مقدم على الترجيح فلا يصار إلى الترجيح.[26]

"اور حاصل یہ ہے کہ جب تک تطبیق ممکن ہو وہ ترجیح پر مقدم ہے۔ لہٰذا ترجیح کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا۔"

پھر اگر ترجیح کی طرف رجوع ناگزیر ہو تو امام شوکانی تین طریقے اختیار کرتے ہیں جنہیں درج ذیل سطور میں بیان کیا جاتا ہے:

1. سند کے اعتبار سے ترجیح
2. متن کے اعتبار سے ترجیح
3. متن اور سند کے علاوہ کسی اور سبب کے ذریعے ترجیح

درج ذیل سطور میں ان کی وضاحت کی جاتی ہے اور طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے صرف ایک ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے:

1۔سند کے اعتبار سے ترجیح

جن دو روایات میں تطبیق ممکن نہ ہو تو امام شوکانی اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ ان میں سند کے اعتبار سے ترجیح دی جائے۔ جس روایت کی سند مضبوط ہو اسے کمزور سند والی روایت پر راجح قرار دیا جائے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ذخیرہ حدیث میں بہت سی احادیث ایسی منقول ہیں جو ہر شخص کے لیے حج کو عمرے میں تبدیل کرنے کی اجازت کی نشان دہی کرتی ہیں، اور یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے، لیکن اس کے بر عکس یہ بھی منقول ہے کہ حج کو عمرے میں تبدیل کرنے کی اجازت صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں تھے، دیگر کے لیے نہیں۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ

OPEN ACCESS
CC BY

"نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ذی الحجہ کے چوتھے دن صبح کو حج کے احرام میں مکہ پہنچے اور ان کے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ تھی جو احرام میں داخل ہونے سے روکے، لیکن جب ہم پہنچے تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے عمرہ بنالیں اور اپنی بیویوں سے مل لیں۔ اس پر لوگوں میں یہ بات پھیل گئی۔ سراقہ بن مالک بن جعشمؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے۔"[27]

اس حدیث سے یہ اجازت سب کے لیے اور ہمیشہ کے لیے معلوم ہوتی ہے۔ دوسری طرف حضرت حارث بن بلال اپنے والد حضرت بلال بن حارث مزنیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

قلت: يا رسول الله، فسخ الحج لنا خاصة أم للناس عامة؟ قال: بل لنا خاصة.[28]

"میں نے کہا: یا رسول اللہ! حج کو عمرے میں تبدیل کرنا ہم صحابہ کے لیے مخصوص ہے یا تمام لوگوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ ہمارے لیے مخصوص ہے۔"

اس حدیث میں اجازت صرف صحابہ کے لیے خاص معلوم ہوتی ہے۔ یہ دونوں احادیث حج کو عمرے میں تبدیل کرنے کے حکم میں واضح طور پر متصادم ہیں۔ اس لیے امام شوکانیؒ نے جمہور کی رائے کے مطابق یہاں سند کے ذریعے ترجیح دے کر تعارض کو دور کیا اور کہا کہ حج کو عمرے میں تبدیل کرنے کی اجازت ہر کسی کے لیے ہے اور یہ اجازت ہمیشہ کے لیے قائم ہے۔ انہوں نے عام اجازت کی احادیث کو خصوصیت کی احادیث پر ترجیح دی اور خصوصیت کی احادیث کو منسوخ قرار دیا اور احادیثِ اجازت کو ترجیح دینے کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ اجازت کی احادیث کے راوی زیادہ تعداد میں اور زیادہ عادل ہیں جبکہ خصوصیت کی احادیث کے راوی صرف دو ہیں۔[29]

CC BY

2۔ متن کے اعتبار سے ترجیح

امام شوکانیؒ کے ہاں ترجیح کے ذریعے رفع تعارض کی دوسری صورت یہ ہے کہ متن کے اعتبار سے ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دے کر تعارض کو دور کیا جائے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بعض احادیث میں منقول ہے کہ محرم جب جمرہ عقبہ پر رمی کرلے اور حلق کرلے تو اس کے لیے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے سوائے عورتوں کے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ (30)

"میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے اور عید الاضحیٰ کے دن خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے مشک ملی ہوئی کستوری لگایا کرتی تھی۔"

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا رَمَيْتُمْ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ

"جب تم نے جمرہ پر رمی کرلی تو تمہارے لیے ہر چیز حلال ہوگئی سوائے عورتوں کے۔"

ایک آدمی نے کہا: اور خوشبو کا کیا حکم ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو اپنے سر پر کستوری لگاتے ہوئے دیکھا ہے، کیا یہ خوشبو نہیں ہے؟(31)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمی کے بعد عورتوں کے علاوہ محرم پر ہر چیز حلال ہو جاتی ہے جن میں خوشبو لگانا بھی شامل ہے۔ گویا کہ عورتوں میں خوشبو میں فرق کیا گیا ہے۔ دوسری طرف کچھ احادیث یہ واضح کرتی ہیں

OPEN ACCESS
CC BY

کہ خوشبو عورتوں کی طرح ہے اور محرم رمی اور حلق سے حلال نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ

”جب کوئی جمرہ کبریٰ پر رمی کرلے تو اس کے لیے ہر وہ چیز حلال ہو جاتی ہے جو اس پر حرام تھی، سوائے عورتوں اور خوشبو کے، یہاں تک کہ وہ خانہ کعبہ کی زیارت کرلے۔(یعنی طواف زیارت کرلے)۔“(32)

معلوم ہوا کہ ان دونوں روایات کے درمیان تعارض ہے جس میں تطبیق ممکن نہیں ہے اس لیے ترجیح کا راستہ اختیار کیا جائے گا۔ امام شوکانیؒ نے رمی اور حلق کے بعد خوشبو کے حلال ہونے والی روایات کو متن کے اعتبار سے راجح قرار دیا اور انہیں دو وجوہات سے ترجیح دی ہے:

ایک یہ کہ وہ احادیث مرفوع ہیں، جو کہ نبی ﷺ سے منقول ہیں۔ جبکہ خوشبو کو منع کرنے والی احادیث موقوف ہیں، جو صحابہ یا تابعین سے منقول ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ موقوف احادیث مرفوع احادیث کے مقابلے میں کم درجے والی ہوتی ہیں۔

اور دوسری وجہ یہ کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت مرفوع ہو تب بھی وہ مذکورہ احادیث کے مقابلے میں معتبر نہیں، کیونکہ ثابت کرنے والی حدیث نفی کرنے والی حدیث پر مقدم ہوتی ہے۔(33)

ان دو وجوہات کی بنا پر امام شوکانیؒ کی رائے یہ ہے کہ محرم کے لیے رمی اور حلق کے بعد خوشبو حلال ہے اور وہ احادیث جو خوشبو کے حلال ہونے پر دلالت کرتی ہیں، زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہیں۔

3۔ متن اور سند کے علاوہ کسی اور سبب کے ذریعے ترجیح

امام شوکانی کے نزدیک ترجیح کے ذریعے رفع تعارض کی تیسری صورت یہ ہے کہ متن اور سند کے علاوہ کسی اور وجہ کے ذریعے تعارض کو دور کیا جائے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ عمرہ واجب ہے یا نہیں، اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف

CC BY

ہے اور اس کے متعلق جو روایات منقول ہیں ان میں بھی اختلاف ہے۔کچھ احادیث عمرے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ احادیث عمرہ کے عدم وجوب پر۔وجوب پر دلالت کرنے والی احادیث درج ذیل ہیں:

حضرت ابورزین العقیلیؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میرے والد بڑھاپے کی وجہ سے حج یا عمرہ یا سفر کرنے سے قاصر ہیں۔آپ نے فرمایا:

حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ. (34)

"اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا عورتوں پر بھی کوئی جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا:

نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ، الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ. (35)

"ہاں، ان پر ایسا جہاد ہے جس میں کوئی لڑائی نہیں ہے: حج اور عمرہ۔"

ان احادیث سے عمرہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے جبکہ دیگر بعض احادیث سے عمرہ کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے، وہ احادیث درج ذیل ہیں:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! عمرے کے بارے میں بتائیں، کیا وہ فرض ہے؟ آپ نے فرمایا:

لَا ، وَأَنْ تَعْتَمِرَ خَيْرٌ لَكَ. (36)

"نہیں، اور اگر تم عمرہ کر لو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔"

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

CC BY

الْحَجُّ جِهَادٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ.(37)

"حج جہاد ہے اور عمرہ تطوّع ہے۔"

امام شوکانیؒ نے وجوب اور عدم وجوب کے دلائل کو متعارض قرار دیا ہے اور ان کے درمیان سند یا متن کی بنیاد پر ترجیح دینا ممکن نہیں، کیونکہ دونوں طرف کے دلائل برابر درجے کے ہیں۔ اس لیے، ترجیح کے لیے ان کے علاوہ کسی اور مرجّح کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ اس لیے امام شوکانیؒ نے ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے یہ بیان کی ہے کہ

"حق یہ ہے کہ عمرہ واجب نہیں، کیونکہ اصل عدم وجوب ہے اور اس اصل سے تجاوز صرف اس دلیل کے ذریعے کیا جاسکتا ہے جو وجوب کو ثابت کرتی ہو جبکہ اس کے لیے کوئی دلیل موجود نہیں، خاص طور پر جب اصل عدمِ وجوب کو ان احادیث سے بھی تقویت حاصل ہوتی ہے جو عدمِ وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔"(38)

اس استدلال میں امام شوکانی نے متن یا سند کے علاوہ ایک تیسری ترجیح سے مدد حاصل کی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں یہ دیکھا جائے کہ اصل حکمِ شرعی کیا ہے؟ جب دونوں طرف کے نصوص برابر ہوگئے تو اصل سے استدلال کیا جائے گا اور اصل تو عدمِ وجوب ہی ہے اس لیے اسے ہی ترجیح دی جائے گی۔

حاصل کلام

نصوص میں بسا اوقات ظاہری طور پر تعارض دکھائی دیتا ہے۔ فقہاء و محدثین اپنے اپنے انداز میں اس تعارض کو دور کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ امام شوکانی نے رفع تعارض کے لیے دو طرح کے انداز اپنائے ہیں؛ ایک رفع تعارض بذریعہ تطبیق اور دوسرا رفع تعارض بذریعہ ترجیح۔ بذریعہ تطبیق رفع تعارض کا مفہوم یہ ہے کہ نصوص کے معنیٰ و مفہوم میں غور کیا جائے اور ان کا ایسا مفہوم ثابت کیا جائے کہ ان میں بظاہر نظر آنے والا تعارض ختم ہو جائے اور دونوں نصوص پر بیک وقت عمل ممکن ہو جائے۔ امام شوکانی حتی الامکان تطبیق کے قائل ہیں اور اس کے لیے تین طریقوں کو اختیار کرتے ہیں۔ ایک

CC BY

اختلاف احوال کے بیان کے ذریعے تطبیق، دوسرے مطلق کو مقید پر محمول کرنے کے ذریعے تطبیق اور تیسرے عام کو خاص پر محمول کرنے کے ذریعے تطبیق۔ اور بذریعہ ترجیح رفع تعارض کا مفہوم یہ ہے کہ دو متعارض نصوص کے معنٰی و مفہوم میں اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو ان میں سے ایک نص کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے۔ امام شوکانی ناگزیر صورت میں اس کو بھی اختیار کرتے ہیں اور اس کے لیے تین طریقے اختیار فرماتے ہیں۔ ایک سند کے اعتبار سے ترجیح، دوسرے متن کے اعتبار سے ترجیح اور تیسرے متن اور سند کے علاوہ کسی اور سبب کے ذریعے ترجیح۔

OPEN ACCESS
CC BY

حوالہ جات

(1) الشوكاني، محمد بن على بن محمد بن عبد الله اليمني ، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، الناشر: دار المعرفة - بيروت (1/ 480)

(2) ايضاً (2/ 215)

(3) ابو مصعب، محمد صبحي بن حسن حلاق ، مقدمة الفتح الربانى من فتاوى الإمام الشوكانى، الناشر: مكتبة الجيل الجديد، صنعاء – اليمن، س ن (1/ 24)

(4)ابراهيم هلال، مقدمة قطر الولى على حديث الولى، الناشر: دار الكتب الحديثة، س ن، ص16

(5)ايضاً (1/ 464)

(6) احمد عزو عناية، مقدمة ارشاد الفحول الى تحقيق الحق من علم الاصول، الناشر: دار الكتاب العربي، الطبعة: الطبعة الاولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٩م (1/ 12)

(7)مقدمة الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكانى (1/ 24)

(8)ايضاً (1/ 26)

(9)الشوكانى، محمد بن على اليمنى ،مقدمة فتح القدير، دار ابن كثير، دار الكلم الطيب - دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى - ١٤١٤ هـ (1/ 7)

(10)الشوكانى، محمد بن على بن محمد بن عبد الله اليمنى (ت ١٢٥٠هـ)، أدب الطلب ومنتهى الأدب، دار ابن حزم - لبنان / بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م (ص35)

(11)كحاله، عمر رضا، معجم المؤلفين، الناشر: مكتبة المثنى - بيروت، دار احياء التراث العربي بيروت (11/ 53)

(12) الشوكانى، مقدمة فتح القدير (1/ 10)

cc BY

(13)البخاري، ابو عبد الله، محمد بن اسماعيل، صحيح البخاري، الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، ١٣١١ هـ (1/ 14) كتاب الإيمان، باب من قال إن الإيمان هو العمل، رقم الحديث: ٢٦

(14)القشيرى، ابو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيرى النيسابورى، صحيح مسلم، الناشر: دار الطباعة العامرة – تركيا، عام النشر: ١٣٣٤ هـ (1/ 63) كتاب الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال، رقم الحديث: ٨٥

(15)ابن ماجه، ابو عبد الله محمد بن يزيد بن ماجة القزوينى، سنن ابن ماجه، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م (2/ 975) كتاب المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية، رقم الحديث: ٢٩٢٤

(16)الشوكانى، محمد بن علي، نيل الأوطار، الناشر: دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع، السعودية، الطبعة: الاولى، ١٤٢٧ هـ (4/ 335)

(17)صحيح البخاري ، كتاب الأذان، باب الدعاء قبل السلام، رقم الحديث: ٨٣٢

(18)سنن ابن ماجه ، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما يقال بعد التشهد والصلاة على النبي ﷺ ، رقم الحديث: ٩٠٩

(19)الشوكانى، محمد بن على اليمنى ، تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين، الناشر: دار القلم - بيروت – لبنان، الطبعة: الاولى، ١٩٨٤ (ص176)

(20)صحيح البخاري، كتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله، رقم الحديث: 1513

(21)النجم: 39

(22)آل عمران: 97

(23)ابن عبد البر، ابو عمر قرطبى،التمهيد، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي – لندن، الطبعة: الأولى، ١٤٣٩ هـ - ٢٠١٧ م (6/ 238) باب الميم، ابنُ شِهاب عن سُليمان بن يَسار۔

(24)نيل الأوطار (4/ 339)

(25)ايضا (1/ 389)

OPEN ACCESS
CC BY

(26)ايضا (8/ 343)

(27)صحيح البخاري ، كتاب في المظالم والغصب، باب الاشتراك في الهدي والبدن، رقم الحديث: ٢٥٠٥

(28)الحاكم، ابو عبد الله محمد بن عبد الله النيسابوري، المستدرك على الصحيحين، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١١هـ - ١٩٩٠ (3/ 593) كتاب معرفة الصحابة، ذكر بلال بن الحارث المزني رضي الله عنه، رقم الحديث: ٦٢٠١

(29)نيل الأوطار (4/ 325)

(30)صحيح مسلم ، كتاب الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، رقم الحديث: ١١٩١

(31)سنن ابن ماجه ، ابواب المناسك، باب الحلق، رقم الحديث: ٣٠٤٢

(32)ابن خزيمة، ابو بكر محمد بن اسحاق النيسابوري ، صحيح ابن خزيمة، المكتب الإسلامي – بيروت، (4/ 247) كتاب المناسك، باب وقت الغدو من منى إلى عرفة، رقم الحديث: ٢٨٠٠

(33)نيل الأوطار (5/ 71)

(34)الترمذي، ابو عيسى محمد بن عيسى ، سنن ترمذي، دار الغرب الاسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٩٩٦ م (2/ 258) ابواب الحج، باب ما جاء فى الحج عن الشيخ الكبير والميت، رقم الحديث: ٩٣٠

(35)ابن ماجه، سنن ابن ماجه ، ابواب المناسك، بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ، رقم الحديث: 2901

(36)ابن حنبل، الامام، احمد (١٦٤ - ٢٤١ ھ) مسند احمد، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م (22/ 290) حَدِيثُ أَبِي رِمْثَةَ ﷺ رقم الحديث: 14397

(37)البيهقي، ابو بكر أحمد بن الحسين بن علي ، السنن الكبرى، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م (4/ 569) كتاب الحج، باب من قال العمرة تطوع، رقم الحديث: ٨٧٥٠

(38)نيل الأوطار (4/ 333)

CC BY